117957 ـ بیوی اپنی ساس کو گھر میں ایك رات رکھنے سے بھی انکار کرتی ہے

سوال

اگر کوئی بیوی اپنی ساس کو ایک رات بھی رکھنے سے انکار کرے تو اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے، یہ علم میں رہے کہ:

1 ـ بیوی اپنے خاوند کے ساتھ حسن سلوك سے پیش آتی ہے، اور ساس دل کی مریضہ ہے.

2 ـ بیٹا اپنی والدہ سے حسن سلوك کرنے کے لیے ماں کو ایك یا دو راتیں اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے، لیکن بیوی انکار کرتی ہے.

3 ـ بعض اوقات ساس بیٹے کو ملنے کے لیے اپنی کنواری بیٹی کو ساتھ لے آتی ہے اور بیٹا حسن سلوك کی بنا پر انہیں وہیں رات بسر کرنے کا کہتا ہے لیکن بیوی ناراضگی کا اظہار کرتی ہے جس کی بنا پر ساس پریشان ہو کر فیصلہ کرتی ہے کہ وہ کیسے بھی حالات میں ہو وہ آئندہ بہو کے پاس نہیں آئیگی جس کی وجہ سے بیٹا اپنی والدہ اور بہن کے سامنے رسوا ہوتا ہے.

4 ـ بیوی کا کہنا ہے وہ اپنے سسرال والوں کو کسی بھی وقت آنے پر خوش آمدید کہےگی لیکن اس کے گھر کوئی رات بسر نہ کرے کیونکہ جس رات کوئی اور شخص گھر میں ہو گا وہ رات پوری طرح آزادی سے بسر نہیں کر سکتی.

5 ـ خاوند اپنی والدہ کو مستقل طور پر اپنے پاس تو نہیں رکھنا چاہتا کیونکہ بیوی کو خاص رہائش حاصل ہونی چاہیے لیکن بعض اوقات اسے والدہ کے ایك رات کی مہمان نوازی کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن بیوی بڑی سختی سے اسے روکتی ہے اور اگر خاوند نہ مانے تو بیوی اسے والدہ کے سامنے پریشان کرتی ہے.

اگر والدہ آ جائے تو خاوند اپنی بیوی کو زیادہ گھریلو کام کاج کرنے کا نہیں کہتا بلکہ ان کے لیے کھانا بھی باہر سے لے آتا ہے تا کہ بیوی تنگ نہ ہو کیونکہ وہ انہیں رات کا کھانا بھی نہیں دینا چاہتی.

خلاصہ یہ کہ خاوند چار برس تك اسی حالت میں صبر کرتا رہا اور بیوی کو مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ وہ گھر کا مالك ہے اور اسے گھر میں کسی کو بھی مہمان بنانے کا حق حاصل ہے، یا کسی کو گھر میں داخل ہونے سے روکنے کا بھی حق اسے ہی ہے، اور بیوی اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتی، کیونکہ اس طرح تو گھر کا شیرازہ بکھر جائیگا اور بچے بھی متاثر ہونگے.

اب خاوند یہی حل سمجھتا ہے کہ ایسی بیوی سے علیحدگی اختیار کرنا اور اسے طلاق دینا ہی بہتر حل ہے ہو سکتا ہے اللہ تعالی اسے ایسی بیوی عطا کر دے جو خاوند کے خاندان والوں کے ساتھ حسن سلوك سے پیش آئے، برائے مہربانی یہ بتائیں کہ اس سلسلہ میں شرعی حکم کیا ہے، اور کیا بیوی اس فعل پر گنہگار ہوگی یا نہیں، اور اگر بیوی کے اصرار پر اگر خاوند اسے طلاق دے تو کیا گنہگار ہوگا یا نہیں ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

اول:

خاوند اور بيوى دونوں پر ايك دوسرے كے حقوق ہيں جن كى ادائيگى واجب ہے، ان حقوق كا تفصيلى بيان سوال نمبر (10680) كے جواب ميں گزر چكا ہے آپ اس كا مطالعہ كريں.

بيوى كے اپنے خاوند پر حقوق ميں اسے عليحدہ اور مستقل رہائش لے كر دينے كا حق بھى شامل ہے، اس ليے خاوند اسے اپنے والدين اور كسى اور رشتہ دار يا دوسرى بيوى كے ساتھ رہنے پر مجبور نہيں كر سكتا، يہ رہائش خاوند اور بيوى كے حال اور قدرت كے مناسب ہوگى، جيسا كہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

جہاں تم خود رہو ان عورتوں كو بھى اپنى استطاعت كے مطابق وہيں ركھو الطلاق (6).

بيوى كے ليے كيسے رہائش ہونا كافى ہے اس كى تفصيل ہم سوال نمبر (7653) كے جواب ميں بيان كر چكے ہيں، آپ اس كا مطالعہ كريں.

دوم:

اللہ سبحانہ و تعالى نے جن حقوق كا حكم ديا ہے ان حقوق زوجيت ميں خاوند اور بيوى كى جانب سے ايك دوسرے كے ساتھ حسن معاشرت شامل ہے.

اللہ تعالى كا فرمان ہے:

اور ان عورتوں كے ساتھ حسن معاشرت سے پيش آؤ اور اگر تم انہيں ناپسند كرو تو ہو سكتا ہے تم كسى چيز كو ناپسند كرو اور اللہ تعالى اس ميں خير كثير پيدا كر دے النساء (19).

اور ايك مقام پر اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان اس طرح ہے:

اور ان عورتوں كو بھى ويسے ہى حقوق حاصل ہيں جس طرح ان پر (خاوند كے) حقوق ہيں اچھے طريقہ كے ساتھ البقرۃ (228).

حسن معاشرت ميں يہ بھى شامل ہوتا ہے كہ بيوى اپنے خاوند كے اقربا اور رشتہ داروں كى عزت و تكريم كرے، اور

خاوند اپنی بیوی كے عزیز و اقارب كی عزت و تكریم كرے، بلاشك و شبہ اس كے لیے ایك یا كئی روز كی مہمان نوازی كرنا پڑےگی، یعنی حسب حاجت و ضرورت جتنے ایام كی انہیں ضرورت ہو مہمان نوازی كی جائیگی.

بعض اوقات بیوی اپنی ماں یا كسی اور رشتہ دار كی اپنے گھر میں رات بسر كرنے كی رغبت ركھتی ہوگی، اور بعض اوقات بیوی كا كوئی رشتہ دار اس كے پاس كئی روز كے لیے مہمان بن كر آئیگا، اور اسی طرح برعكس خاوند كا رشتہ دار اور ماں باپ بھی آئینگے اس میں كوئی شخص بھی تنازع نہیں كرتا.

اگر بالفرض خاوند بیوی كے رشتہ دار اور ماں باپ كو اپنے گھر ٹھرانے سے انكار كر دے تو یہ گری ہوئی حركت ہو گی، اور عدم مروت اور بیوی كے ساتھ حسن معاشرت كی مخالفت شمار كی جائیگی.

اسی طرح اگر بیوی اس سے انكار كرتے ہوئے اپنی ساس وغیرہ كو گھر میں ایك رات ركھنے سے اور ان كی مہمان نوازی كرنے سے انكار كرے تو یہ قبیح اور غلط امر اور گرا ہوا فعل ہے جو دین اور اخلاق و مروت ركھنے والی عورت سے صادر نہیں ہو سكتا، اور پھر اس میں واضح اور ظاہری خاوند كی بےادبی پائی جاتی ہے.

یہ چیز صرف خاوند اور بیوی كے خاندان اور گھر والوں كے ساتھ ہی مخصوص نہیں، بلكہ ہو سكتا ہے كسی دن خاوند اپنے مسلمان بھائی یا كسی دوست كو اپنے ہاں ایك یا كئی روز كی مہمان نوازی كی دعوت دے، تو بیوی كو حق نہیں ہوگا كہ اس كی مخالفت كرے، جب تك بیوی كو اس میں واضح طور پر ضرر نہ ہو اور تكرار سے ایسا نہ كیا جائے، اور یہ چیز گھر كی وسعت اور تنگی كے اختلاف سے مختلف ہوگی.

مقصد یہ ہے كہ خاوند كا اپنے گھر میں بطور مہمان ایك یا دو راتیں ركھنے میں كوئی تعجب والی بات نہیں، اور شرعا بھی اس میں كوئی مانع نہیں اور نہ ہی عرف و عادت اور رواج اس كا مخالف ہے، بلكہ یہ تو مكارم اخلاق میں شامل ہوتا ہے اور پھر اس كی ضرورت بھی ہے كہ مہمان نوازی كی جائے.

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما بیان كرتے ہیں كہ رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ایك بتسر آدمی كے لیے اور دوسرا بستر اس كی بیوی كے لیے، اور تیسرا بستر مہمان كے لیے، اور چوتھا بستر شیطان كے لیے ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2084).

اس حدیث میں بیان ہوا ہے كہ اگر آدمی اپنے گھر میں مہمان كے لیے بستر تیار ركھے تو اس میں كوئی حرج نہیں ہے.

ہمیں تو یہی ظاہر ہوتا ہے كہ اس شخص كی بیوی كو خدشہ ہے كہ اگر اس نے ایك بار بھی انہیں اپنے گھر میں رات

بسر کرنے دی تو خاوند اپنی والدہ کو وہیں رکھ لےگا یا پھر بار بار ایسا ہوگا، لیکن اگر خاوند اسے یقین دلا دے کہ اسے رہائش اور سکن میں بیوی کے حق کا ادراک ہے، اور وہ اس کے ساتھ کسی دوسرے کو رکھنا قبول نہیں کریگا، تو پھر بیوی کو خوف رکھنے اور پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں.

بیوی کو یہ علم ہونا چاہیے کہ اس کے اس غلط اور برے سلوک کی بنا پر وہ اپنے سسرال والوں اور خاوند سے بھی برے سلوک کی مرتکب ہو رہی ہے، بلکہ اپنے ساتھ بھی برا سلوک کر رہی ہے؛ کیونکہ جب گھر وسیع ہو تو بیوی کے لیے اپنے خاوند کو کسی کی مہمان نوازی سے روکنے کا حق حاصل نہیں ہے.

اور یہ کہ ایسا کرنے پر وہ طلاق لینا اختیار کر لے یہ تو بہت ہی عجیب معاملہ ہے، ہاں اگر اس مسئلہ میں کوئی اور اشیاء بھی ہوں جن کا سائل نے سوال میں ذکر نہیں کیا؛ کیونکہ صرف ساس یا نند کے گھر میں ایک یا کئی بار رات بسر کرنے کی بنا پر بچوں والی اولاد کا طلاق یا علحدگی کا مطالبہ کرنا بہت ہی بعید ہے.

اس لیے ہم سوال میں مذکورہ اشیاء کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی سوال کا جواب دیتے ہیں:

1 ۔ جب بیوی کو کوئی معتبر ضرر اور نقصان نہ ہوتا ہو تو خاوند گھر میں جسے چاہے مہمان بنا سکتا ہے، اور بیوی کو مہمان نوازی سے انکار کرنے کا حق نہیں.

2 بیوی اپنے خاوند کی نافرمانی کرنے اور اسے ناراض کرنے اور خاوند یا اس کے گھر والوں کی اہانت کرنے پر گنہگار ہوگی، اسی طرح اگر وہ صرف گھر میں ساس کے ایک یا دو راتیں بسر کرنے کی بنا پر طلاق یا علحدگی طلب کرتی ہے تو بھی گنہگار ہوگی.

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس عورت نے بھی بغیر کسی سبب کے اپنے خاوند سے طلاق طلب کی تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1187) سنن ابو داود حدیث نمبر (2226) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2055) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اگر بیوی خاوند کو اپنی والدہ سے حسن سلوک میں رکاوٹ کا سبب بنتی ہے، اور خاوند کو اپنی والدہ کی عزت و اکرام اور اس کی مہمان نوازی کرنے یا اسے کچھ راتیں اپنے گھر بسر کرنے کی دعوت دینے سے روکتی ہے تو خاوند کے لیے ایسی بیوی کو طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں؛ کیونکہ والدہ کی مہمان نوازی اور عزت و اکرام کرنا اور گھر میں کچھ دنوں کے لیے رکھنا والدہ سے حسن سلوک اور اور مکارم اخلاق میں شامل ہوتی ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں

ہماری اس خاوند کو نصیحت ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ وہ طریقہ اختیار کرے جس کی راہنمائی کرتے ہوئے اللہ سبحانہ و تعالی نے کچھ اس طرح فرمایا ہے:

اور جن عورتوں کی تمہیں بددماغی اور نافرمانی کا ڈر ہو تم انہیں وعظ و نصیحت کرو، اور انہیں بستر میں علیحدہ کر دو، اور انہیں ہلکی سی مار کی سزا دو، اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو پھر تم ان پر کوئی راہ نہ تلاش کرو یقینا اللہ سبحانہ و تعالی بلند و بالا ہے النساء (34).

اور اگر اس سے اصلاح نہ ہو اور کوئی فائدہ حاصل نہ ہو اور دونوں کے حالات اور زیادہ خراب ہو جائیں تو پھر خاوند اور بیوی کے خاندان والوں سے ایك ایك منصف مقرر کیا جائے جو دونوں کے معاملہ کو دونوں کو اکٹھا رکھنے یا علیحدہ ہو جانے کا جو بھی بہتر سمجھیں فیصلہ کر دیں.

جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر تمہیں ان دونوں کے مابین اختلاف اور جھگڑے کا خدشہ ہو تو تم ایك منصف خاوند کے خاندان سے اور ایك منصف بیوی کے خاندان سے مقرر کرو، اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ ان میں توفیق پیدا کر دیگا یقینا اللہ تعالی خوب جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے النساء (35).

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اللہ سبحانہ و تعالی نے پہلی حالت ذکر ہے کہ اگر بیوی کی جانب سے نفرت اور بد دماغی پائی جائے، پھر دوسری حالت بیان کی کہ جب خاوند اور بیوی دونوں کی جانب سے نفرت ہو تو اللہ تعالی نے فرمایا:

اور اگر تم دونوں کے مابین مخالفت سے ڈرو تو ایك منصف خاوند کے خاندان سے اور ایك منصف بیوی کے خاندان سے مقرر کرو .

فقہاء کرام کہتے ہیں:

جب خاوند اور بیوی کے مابین مخالفت پیدا ہو جائے اور ان کا معاملہ شدت اختیار کر جائے اور جھگڑا لمبا ہو جائے تو پھر عورت کے خاندان سے بھی اور مرد کے خاندان سے بھی ایك قابل اعتماد منصف شخص مقرر کیا جائے تاکہ وہ دونوں بیٹھ کر دونوں کا معاملہ دیکھیں اور دونوں میں توفیق یا پھر علیحدگی جسے مناسب سمجھیں فیصلہ کر دیں، لیکن شارع نے توفیق کی زیادہ امید رکھی ہے اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالی نے فرمایا:

اگر وہ دونوں اصلاح کرانا چاہیں گے تو اللہ تعالی ان کے مابین توفیق پیدا کر دیگا انتہی مختصرا.

ہم اس شخص کی بیوی کو بھی یہی نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرتے ہوئے اپنے خاوند کو راضی کرنے کی کوشش کرے، اور خاوند اپنے خاندان والوں کے ساتھ جو حسن سلوك کرنا چاہتا ہے اس میں وہ خاوند کی ممد و معاون ثابت ہو، اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرے کہ اللہ نے اسے خاوند اور اولاد اور خاندان و گھر سے نوازا ہے اور وہ اس نعمت کو اپنے آپ سے چھن جانے والے اعمال مت کرے.

اسے اپنی مشکل اور معاملہ اہل علم پر پیش کرنا چاہیے اور وہ اسے تجربہ کار اور عقل و دانش رکھنے والوں کے سامنے رکھنا چاہیے تا کہ وہ اسے بتا سکیں کہ جو کچھ وہ کر رہی ہے صحیح ہے یا کہ غلط.

اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ سب لوگوں کو ایسے اعمال کرنے کی توفیق دے جن سے اللہ تعالی راضی ہوتا ہے اور جو اعمال اللہ کو پسند ہیں.

واللہ اعلم .